خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی چھوٹے سے فرمان کو بھی ماضی کی نصیحت سمجھ کر نظرانداز نہیں کرنا چاہئے

تحریک جدید کے سالِ نو کا اعلان۔ گزشتہ سال میں ۱۷ نئے ممالک چندہ تحریک جدید کے نظام میں شامل ہوئے۔ مجاہدین تحریک جدید کی تعداد تین لاکھ دس ہزار سے تجاوز کر چکی ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۸ر دسمبر ۲۰۰۰ء بمطابق ۸ر فتح ۱۳۷۹ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ. وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾۔

(آل عمران :آیت ۹۳)

تم ہر گز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔

اس کے بعد یہ ایک حدیث ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا خدا کی رضا کی خاطر جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا اجر تمہیں ضرور ملے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ خدا کی رضا کی خاطر ہو، دکھاوے کے لئے نہیں۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اور جو شخص ایسی ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا مَیں امید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی آجائے گی، بلکہ اس کے مال میں برکت ہو گی۔ پس چاہئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کر کے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گزاری کا ہے“۔

مالی امور سے متعلق اس آیت کریمہ اور حدیث نبوی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباس کے بعد مَیں آج تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تحریک جدید کا مالی سال ۳۱ر اکتوبر کو بڑی شان کے ساتھ اختتام پذیر ہوا اور یکم نومبر ۲۰۰۰ء سے ہم تحریک جدید کے نئے سال میں داخل ہو چکے ہیں۔ گزرے ہوئے سال کے دوران ۱۷ نئے ممالک کو پہلی مرتبہ تحریک جدید میں حصہ لینے کی توفیق ملی اور اس طرح اب تک ۱۱۰ ممالک تحریک جدید کے مالی جہاد میں شامل ہو چکے ہیں۔ کل وصولی ۱۹ لاکھ ۴۷ ہزار ۶۰۰ پاؤنڈ ہے جو کہ گزشتہ سال کی نسبت ۲ لاکھ پاؤنڈ زیادہ ہے۔

گزشتہ سال تحریک جدید کے نئے سال کے اعلان کے موقع پر مَیں نے امید ظاہر کی تھی کہ مجاہدین کی تعداد آئندہ تین لاکھ تو ضرور ہو جائے گی۔ الحمد للہ کہ مجاہدین کی تعداد تین لاکھ دس ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔ مجاہدین کی تعداد میں تینتالیس ہزار کا جو اضافہ ہوا ہے اس میں زیادہ تر نو مبایعین شامل ہیں اور دوران سال مجاہدین کی تعداد میں اضافہ کے لحاظ سے ہندوستان سر فہرست ہے۔ افریقہ میں نو مبایعین کو تحریک جدید میں شامل کرنے کے لحاظ سے کینیا سب افریقی ممالک سے آگے نکل گیا ہے۔

پاکستان کا نام امسال خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ نہایت نامساعد حالات کے باوجود پاکستان کو حیرت انگیز ترقی کرنے کا موقع ملا اور لاہور کی جماعت اس قربانی میں اس لحاظ سے بہت قابل قدر ہے کہ پاکستان کی تمام جماعتوں سے آگے بڑھ گئی ہے۔ یہ پاکستان کی تین بڑی جماعتوں میں سے پہلے نمبر پر آئی ہے۔ پہلے نمبر پر لاہور، پھر کراچی، پھر ربوہ۔ امریکہ اور جرمنی کی جماعتوں کی ایک دوسرے پر سبقت کی روایت اسی طرح جاری ہے۔ ہاں مَیں ضمناً یہ ذکر کر دوں کہ ربوہ اب بھی اول آسکتا ہے کیونکہ اکثر ربوہ کو پیسہ باہر سے ربوہ کے لوگ ہی بھیجتے ہیں اور اگر وہ ذرا بھی اس طرف توجہ کریں تو یہاں کچھ چندہ کم کر کے وہاں بڑھا دیں تو ہمیشہ ربوہ کا نمبر اول ہی رہا کرے گا، انشاء اللہ۔

لاہور کی جماعت اس قربانی میں قابل قدر ہے یہ تو بیان کر چکا ہوں۔ امریکہ اور جرمنی کی جماعتوں کی ایک دوسرے پر سبقت کا روایتی مقابلہ اسی طرح جاری ہے۔ مگر امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے پاکستان کے باہر کے ممالک میں امریکہ دنیا بھر کی جماعتوں میں اول رہا ہے اور جرمنی کو چونسٹھ ہزار پاؤنڈ سے پیچھے چھوڑ گیا ہے۔ اب میں اس کے ساتھ ہی تحریک جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان کرتا ہوں۔

اب چند عمومی باتیں مَیں جماعت کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ آج مَیں اس لئے خود حاضر ہوا ہوں کہ میری لمبی غیر حاضری سے جماعت بہت بے چین تھی اور مَیں خود بھی بہت بے چین تھا کہ جمعہ میں شامل ہو کر خود اپنی زبان سے جماعت کو کچھ نصیحتیں کر سکوں۔

سب سے پہلی نصیحت تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے چھوٹے سے چھوٹے فرمان کو بھی کبھی یہ سمجھ کر نظرانداز نہیں کرنا چاہئے کہ اس کا اطلاق محض پرانے زمانہ پر ہوتا تھا۔ اس کا تجربہ حال ہی میں مجھے اس وقت ہوا جب مَیں اپنے دانتوں کے علاج کے لئے ڈاکٹر زاہد خان صاحب کے پاس جلنگھم گیا۔ میرے سامنے کے دانت مضبوط ہیں اور میرے اپنے ہی ہیں، کوئی بناوٹی دانت نہیں ہیں۔ صرف میری داڑھیں خراب ہوئی ہیں جن سے چبایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے جب یہ حال دیکھا تو بے اختیار ان کے منہ سے یہ بات نکل گئی کہ خرابی صرف داڑھوں میں ہے اور وجہ یہ ہے کہ آپ عادتاً سخت ہڈیاں چباتے رہے ہیں اور ہڈیوں کے دباؤ کی وجہ سے ان کی جڑوں پر اثر پڑا ہے اور وہ ایک دوسری سے الگ ہو گئی ہیں۔

اُس وقت مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ فرمان یاد آیا کہ ہڈیاں نہ چبایا کرو کتوں کے لئے بھی کچھ چھوڑ دیا کرو۔ اب تک تو مَیں اس کا یہ مطلب سمجھتا رہا کہ پرانے زمانہ پر اطلاق ہونے والا ارشاد ہے جبکہ آج کل تو امیر ملکوں میں کتوں کو غریب ملکوں کے اکثر انسانوں سے بہتر خوراک ملتی ہے اس لئے اب ان کو انسانوں کی چھوڑی ہوئی ہڈیوں کی کیا ضرورت ہو گی۔ یہی بات اس موقع پر ڈاکٹر صاحب نے خود بھی کہی۔ اس وقت مجھے خیال آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کوئی بات کسی زمانہ میں بھی پرانی نہیں ہوتی۔ دانتوں کی صفائی کے متعلق آپ نے بے حد نصیحتیں فرمائی ہیں۔ پانچ وقت مسواک کرنا اور آج کل نئے طریقے سے مسواک ہوتی ہے مگر بہر حال حکم تو وہی ہے۔ ان کو صحیح رخ میں مسواک کو پھیرنا اوپر اور نیچے۔ بہت ہی باریک انسانی ضروریات کا آپؐ نے خیال رکھا اور کسی چھوٹی سے چھوٹی نصیحت کو بھی نظرانداز نہیں کیا۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ داڑھوں کی حفاظت کا راز ہی اس میں ہے کہ ہڈیاں چبانے میں زور نہ لگایا جائے اور اسی کا مجھے نقصان ہوا۔ تو آپ کو مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کسی نصیحت کو بھی ماضی کی نصیحت نہ سمجھا کریں۔ وہ قیامت تک کے لئے اطلاق پانے والی باتیں ہیں۔

میرے ڈاکٹر صاحب ماشاء اللہ بہت قابل ہیں۔ مَیں نہیں جانتا اس وقت خطبہ میں شامل ہیں کہ نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی قابل ڈاکٹر ہیں اور میری بیماری کی ہر رگ کو سمجھتے ہیں مگر

اس کے باوجود بعض ڈاکٹر جو بڑی چوٹی کے ڈاکٹر ہیں اس فن کے ڈاکٹر ہوں یا نہ ہوں، اپنے اپنے علم کے مطابق بہت چوٹی کے ڈاکٹر ہیں، وہ مجھے مشورے لکھتے رہتے ہیں۔ اب یہ کریں، وہ کریں، یہ نہ کھائیں وہ کھائیں، یہ نہ کریں وہ نہ کریں۔ حالانکہ ان کو معلوم نہیں کہ میرے ڈاکٹر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی اعلیٰ درجہ کے ڈاکٹر ہیں اور ان کو کسی مزید مشورہ کی ضرورت ہے ہی نہیں۔ اپنے علم کے لحاظ سے مَیں نے توان کو چوٹی کا ڈاکٹر پایا ہے۔ تو ضرورت کوئی نہیں ہے آپ اپنے شوق اور محبت سے مشورے دیتے ہیں ان کا میرے دل میں احساس ہے، قدر ہے مَیں ان کو شکر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں لیکن بہتر یہی ہے کہ مشورے نہ دیا کریں۔

اب اس میں ایک لطیفہ بھی ہے کہ ڈاکٹر تو ڈاکٹر، اب عطائی ڈاکٹر جن کو انگریزی میں Quack کہا جاتا ہے وہ بھی مشورے بہت دینے لگ گئے ہیں اور جن میں عورتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہر عورت ایک نیا نسخہ بھیج رہی ہے، یعنی جو عورتیں بھی بھیجتی ہیں اور نئی بیماری تجویز کرتی ہیں ان کو دور بیٹھے نہ میرا حال پتہ، نہ ان سے بات کی۔ ان کو نئی نئی بیماری سمجھ آتی ہے۔ وہ کہتی ہیں آپ کو اصل بیماری یہ ہے اس کا اصل علاج یہ ہونا چاہئے جو آپ کے ڈاکٹر صاحب کو سمجھ نہیں آئی۔ اس ضمن میں مجھے دل کی گہرائی سے سب سے پہلے توان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ بہر حال میری صحت کی فکر ہے تو ایسا کرتی ہیں یا ایسا کرتے ہیں۔ تو بہت ہی دل کی گہرائی سے مَیں ان کا ممنون ہوں، جزاکم اللہ۔ لیکن ان کی تخفیف کی خاطر نہیں، محض اس ضمن میں ایک لطیفہ یاد آگیا ہے جو حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر مرحوم سابق امیر لائلپور ہمیشہ بڑے مزے سے سنایا کرتے تھے۔ اگر اجازت ہو تو وہ لطیفہ بھی سنا دیتا ہوں۔

شیخ محمد احمد صاحب مظہر مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ دلّی میں کوئی مشہور شخص فوت ہوا تو اخبار نویسوں کا جمگھٹ لگ گیا کہ ہمیں بتایا جائے کہ کس بیماری سے فوت ہوا ہے۔ اہل خانہ نے یہ بیان دیا کہ یہی تو مشکل ہے کہ آخری وقت تک بیماری کا پتہ ہی نہیں چلا۔ جو بھی عیادت کے لئے جاتا تھا وہ نئی بیماری تشخیص کرتا تھا اور خواہ مرد ہو، خواہ عورت ہر ایک کو ڈاکٹری علم تھا اور وہ ثابت کرتے تھے کہ علاج غلط ہو رہا ہے اصل بیماری اور ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہی حال میری بیماری کا ہے۔ لوگوں کو کچھ پتہ ہی نہیں کہ مجھے کیا تکلیف ہے، کیا بیماری ہے۔ نہ اس فن کے وہ ماہر ہیں توان کے مشورے تو مجھے ممنون ضرور کرتے ہیں لیکن میری خواہش یہی ہے کہ اب احباب مجھے میرے دوستوں سے بچائیں۔

اب میں شکریہ کی چند اور باتیں بیان کر دیتا ہوں۔ سب احباب جماعت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو مجھ سے ملنے کے لئے مختلف خاندان آتے ہیں تو بہت سے خاندان ایسے ہیں جو سب اس بات پر روتے رہے ہیں کہ ہمیں تو اپنی فکر ہے نہ اپنے بڑوں کی نہ چھوٹوں کی، صرف آپ کی بیماری کا غم لگا ہوا ہے۔ وہ سارے میرے محسن ہیں جو مجھے دعائیں دیتے ہیں اور جن کے آنسو مَیں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں لیکن کثرت سے ایسے محسن بھی ہیں جو میرے آنسو تو کبھی دیکھ لیتے ہیں مگر مجھے ان کے آنسو دکھائی نہیں دے سکتے۔ لیکن مَیں جانتا ہوں کہ جماعت کی ایک بڑی تعداد ہے جو اسی طرح میرے غم میں روتی ہے اور ان لوگوں کا احسان ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ انہی لوگوں کی دعاؤں کی وجہ سے مَیں نسبتاً پہلے سے بہتر ہوں۔

اب مَیں ایک اور بات بھی ذکر کر دینا چاہتا ہوں کہ میرے ایک ذاتی خادم ہیں اور وہ جماعتی خادم بھی ہیں، وقفِ زندگی کی طرح کام کرتے ہیں۔ ان کا نام بشیر احمد ہے ان کا شکریہ ادا کرنا مَیں پہلے بھول گیا تھا حالانکہ مَیں عید وغیرہ کے موقع پر جو تحائف مثلاً بناتا ہوں اس میں سارا سال یہ اور بشیر مل کے محنت کرتے ہیں اور بعض دفعہ دو ہزار سے بڑھ کر تحائف یہاں اور اسی قدر تحائف باہر ربوہ وغیرہ میں بنانے پڑتے ہیں۔ تو مجھے تحائف دینے میں تو ہرگز کوئی تکلیف نہیں، نہ مالی کمزوری ہے نہ اور کچھ کمزوری ہے مگر یہ ہو نہیں سکتا کہ تحائف لوگ دیں اور جواباً مَیں تحفے نہ دوں کیونکہ یہ قرآن کریم کا حکم ہے کہ جو کچھ تمہیں کوئی پیش کرے اس سے بڑھ کر پیش کیا کرو۔ تو اس لئے مَیں بہ منّت درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے عید وغیرہ کے کوئی تحائف نہ لایا کریں۔ ملاقات کے لئے آئیں، شوق سے آئیں اور جتنے آئیں گے مجھ پر احسان ہو گا کیونکہ میرا وقت اچھا گزرتا ہے مگر تحائف وغیرہ نہ لایا کریں۔

اب بشیر احمد صاحب کی کہانی سن لیجئے۔ پہلی بار ان کے نانا اسے میرے پاس بطور تحفہ لائے تھے اور میرے بڑے معالج ڈیرہ غازی خان ہی کے ہیں، ان سے معذرت کے ساتھ یہ عرض کر رہا ہوں کہ ڈیرہ غازی خان کے دستور کے مطابق اس کے چھوٹے سے سر پر تقریباً سات گز کی پگڑی بندھی ہوئی تھی اور عجیب حیرت انگیز حالانکہ دردناک واقعہ تھا جس سے وہ لائے ہیں لیکن وہ دیکھ کر مجھے ہنسی برداشت کرنی مشکل ہو رہی تھی۔ اس نے بہت خدمت کی ہے جماعتی بھی اور میری ذاتی بھی، اتنی کہ مَیں جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے اور مَیں یہ اعلان کر دیتا ہوں کہ آج تک مجھے جتنے بھی تحفے ملے ہیں ان میں سے یہ بہترین تحفہ ہے۔ پس اپنی دعاؤں میں ان سب کو یاد رکھیں جن کی روتی ہوئی آنکھیں مَیں نے دیکھی ہیں اور وہ بھی جن کی روتی ہوئی آنکھوں کو مَیں نے نہیں دیکھا لیکن انہوں نے بارہا مجھے اس طرح دیکھا ہے۔

میرے ڈاکٹر صاحب ماشاء اللہ بہت سمجھدار اور اپنے فن میں بہترین ہیں اور ان کے ہوتے ہوئے مجھ مزید مشوروں کی ضرورت نہیں ہے اس لئے اب مہربانی فرما کر اس بات کو بند کر دیا جائے۔ لیکن ایک بات میری بیماری کی وہ نہ سمجھ سکتے ہیں نہ ابھی تک سمجھ سکے ہیں۔ وہ مجھے ہمیشہ نصیحت کرتے ہیں کہ مَیں اپنے اوپر بوجھ نہ ڈالوں حالانکہ میری بیماری یہی ہے کہ میں بوجھ نہیں ڈال رہا۔ ان کو اندازہ نہیں کہ مَیں نے کتنے بوجھ اٹھائے ہیں، ساری زندگی خدا کے فضل سے کاموں میں گزری ہے اس لئے جس شخص کی ساری زندگی کاموں میں گزری ہو اس کے لئے کام نہ کرنا بوجھ ہے، کام بوجھ نہیں ہوتا۔ چنانچہ وہ کام جو مَیں کیا کرتا تھا ان میں سے چند مثال کے طور پر دیتا ہوں۔

ہومیو پیتھی کلاس تھی اب میں دوبارہ تو نہیں لکھ سکتا، بہت عرصہ لگا ہے اس میں محنت کرنے کا، بہت سے مفید مشورہ دینے والے مشورہ دینے کے لئے آیا کرتے تھے یعنی کلاس بھی ہوتی تھی اس کے لئے اس کی دہرائی بھی ہوا کرتی تھی۔

ترجمۃ القرآن کلاس تھی۔ اب ترجمۃ القرآن کلاس میں بڑی محنت کرنی پڑی ہے۔ یہ صرف جو ماہرین تھے وہی اس کلام میں شامل نہیں ہوا کرتے تھے بلکہ مختلف خواتین مرد اور عورتیں اس کلاس میں شامل ہوا کرتے تھے اور بہترین مشورے دیا کرتے تھے۔ خاص طور پر امام صاحب کی بیگم قانتہ بیگم جو غالباً عربی میں گولڈ میڈلسٹ ہیں وہ بہت گہری باتیں بتایا کرتی تھیں اور اسی طرح میری بیٹی فائزہ بھی ماشاء اللہ تعبیر کا اچھا علم رکھتی ہے اور قرآن کریم کی فہم بھی بہت اچھی ہے تو بعض دفعہ وہ بھی بہت ہی اعلیٰ عارفانہ نکتہ بیان کر دیا کرتی تھی۔ تو یہ سارے وہ کام تھے جو پھر میں دہراتا بھی تھا ان کو، جو سپیشلسٹ تھے وہ میرے پاس آیا کرتے تھے ایک تو ان میں سے عامر صاحب ہیں، ایک مومن صاحب ہیں، ایک ہمارے شمس صاحب اور پرائیویٹ سیکرٹری صاحب (ان کا تو حصہ لینا لازم تھا) تو چاروں بارہا میرے پاس اکٹھے ہوئے اور قمر صاحب بھی۔ تو یہ سارے اکٹھے ہوتے رہے اور بار بار دہرائی ہم نے کی ہے۔ اتنی دفعہ دہرائی کی ہے جس طرح جگالی کی جاتی ہے اس طرح ترجمہ کے ہر ہر لفظ پر دہرائی کی ہے اور جو لوگ قرآن کا فہم رکھتے ہیں وہ غور سے پڑھ کے دیکھیں ان کو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ایسے نکات نظر آئیں گے جو وہ سمجھ جائیں گے کہ اس ترجمہ کی بھی ضرورت تھی۔

اب اس کے علاوہ ہومیو پیتھی کلاس تھی جو دوبارہ اب مَیں ہومیو پیتھک کلاس تو لے نہیں سکتا\ ترجمۃ القرآن کلاس کا ذکر کر دیا ہے۔ اردو کلاس ہوا کرتی تھی۔ پھر مختلف کتابیں لکھنا اور مختلف کتابوں کے ترجمہ کرنے والی ٹیم کے ساتھ بیٹھ کر کام کرنا۔ اب جو مَیں نے کتابوں کے کام کئے ہوئے ہیں اس کے ساتھ مددگار ٹیمیں ہوا کرتی ہیں۔ خاص طور پر جو بائبل کے متعلق ہماری ٹیم ہے اس کا بہت بڑا دخل ہے ہماری بائبل کمنٹری لکھوانے میں جو انشاء اللہ ایک دو سال کے اندر تیار ہو جائے گی تو یہ دنیا کی پہلی کمنٹری ہو گی جو عیسائیوں اور یہودیوں کے جواب میں لکھی گئی ہو اور اس میں Defence نہیں Offence پایا جاتا ہے۔ Offence ان معنوں میں نہیں کہ برا محسوس ہو۔ جو بھی Offence ہے سو فیصدی ان کی کتب سے لیا گیا ہے، ان کے اپنے حوالے سے لیا گیا ہے اور بعض نادان جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حملے کرتے ہیں ان کے جواب بھی یہ ریسرچ ٹیم نکال نکال کر دیتی ہے۔ تو ان کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے اور ان کی انچارج نویدہ شاہ صاحبہ ہیں اور جو مشکل حوالہ ہو وہ اور ان کی ٹیم تلاش کر کے ہمیں دے دیتی ہیں۔

درس القرآن ہوتا تھا وہ اس دفعہ مَیں نہیں دے سکا۔ سال بھر میں کم سے کم تین مہینے مختلف ممالک کے دورے کرنا، یہ سارے کام بھی مَیں پہلے شوق سے کیا کرتا تھا۔ اب مَیں سمجھتا ہوں کہ مجھے سردست اس کی طاقت نہیں ہے۔ اب جس کے اتنے بڑے کام ہوں اور وہ اچانک اس کی زندگی سے نکل جائیں یہ بیماری ہے اور میرے بہت ہی قابل پیارے ڈاکٹر صاحب مجھے یہ نصیحت کرتے ہیں کہ کام نہ بڑھاؤ۔ یہ غلط ہے، یہ مَیں ان کی بات تسلیم نہیں کر سکتا۔ کام بڑھے تو مجھے فائدہ ہے۔ کام نہ بڑھے تو زبردستی تو بڑھا بھی نہیں سکتا۔ اب یہ سارے کام ہیں، مَیں دوبارہ تو شروع نہیں کر سکتا۔ کیا ایک اور ہومیو پیتھی کتاب لکھوں؟ اس لئے یہ ساری باتیں اب نہیں ہو سکتیں اور ان کا نہ ہونا ہی میری زندگی کا خلا ہے اور یہی خلا میری بیماری ہے۔

اس میں ایک ذکر یہ بھی کردوں کہ ڈاکٹر امتیاز صاحب امریکہ میں ہیں وہ میری ہومیو پیتھی کتاب کا انگریزی ترجمہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ بہت سے مختلف زبانوں والے بار بار مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں بھی ہومیو پیتھی کتاب سے استفادہ کی کوئی توفیق ملنی چاہئے۔ تو ڈاکٹر امتیاز صاحب نے یہ کام اپنے ذمہ لیا ہے اور وہ بہت ہی اعلیٰ درجہ کا ترجمہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ خود ڈاکٹر ہیں ہر قسم کے ڈاکٹری محاوروں کے واقف ہیں اس لئے ان کا ترجمہ بہت معیاری ہے تو ان کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ ان کو توفیق دے کہ جلد ہی میری زندگی میں یہ کام مکمل ہو جائے تو ہومیو پیتھک سے سارے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچے گا۔

اب میں مختصراً بتاتا ہوں کہ میرے کام کا بوجھ گھٹنا ایک بیماری ہے یہ سمجھانے کے لئے مَیں اپنے ڈاکٹر کو ایک مثال دیتا ہوں۔ رہٹ کی مثال ہے جو شخص رہٹ چلاتا ہے رہٹ چلتے وقت شور پڑتا ہے، ایک شور کی آواز پیدا ہو رہی ہوتی ہے اور وہ سو جاتا ہے، اس شور میں اسے نیند آ جاتی ہے اور جونہی رہٹ کھڑا ہو اور شور بند ہوا اس کی آنکھ کھل جاتی ہے تو یہ جو رہٹ چلنا بند ہوا ہے میری یہ بیماری ہے۔ اگر کسی طریقہ سے یہ رہٹ چل پڑے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر میری کوئی بیماری باقی نہیں رہے گی۔

ہاں مَیں یہ ذکر بھی کردوں کہ خطبہ تو مَیں دے رہا ہوں مگر نماز مَیں امام صاحب کے پیچھے ہی پڑھوں گا اور ان سے میری درخواست ہے کہ نماز میں میرے لئے لمبی لمبی دعائیں نہ کرائیں بلکہ سیدھی سادی نماز پڑھائیں (اس پر امام صاحب نے اثبات میں سرہلایا تو حضور نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا : امام صاحب مان گئے ہیں کہتے ہیں ٹھیک ہے)۔ اس پر جماعت کو تعجب کوئی نہیں ہونا چاہئے۔ تعجب اس بات پر ہونا چاہئے تھا، پتہ نہیں ہے کہ نہیں، کہ مَیں نے ایک دفعہ باقاعدہ حساب لگا کر دیکھا تھا کہ گزشتہ تینوں خلفاء سے زیادہ مَیں نے باجماعت نمازیں پڑھائی ہیں اور یہ حسابی بات ہے اس میں کوئی شک کی بات نہیں۔ انتہائی بیماری کے وقت بھی بعض دفعہ نزلہ سے آواز نہیں نکل رہی ہوتی تھی مگر نماز باجماعت کی مجھے اتنی عادت تھی، بچپن سے تھی اور اس ذمہ داری کے بعد تو بہت زیادہ بڑھ گئی کہ جتنی باجماعت نمازیں مَیں پڑھا چکا ہوں اتنی پچھلے تینوں خلفاء کی مجموعی طور پر بھی تعداد نہیں بنے گی تو اور کتنی آپ میرے پیچھے نمازیں پڑھنا چاہتے ہیں۔ اب ایک اور سنت پر عمل کرنے دیں اور وہ سنت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے نبی تھے لیکن غیر نبی کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور استنباط حدیث سے کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ایک فرمان سے ثابت ہے کہ اس کو نمازیں پڑھائی جائیں گی یعنی غیر نبی، ایک نبی کا امام ہوگا۔ تو اگر اس پر آپ کو تعجب نہیں تو اس پر کیا تعجب ہے کہ یہ خاک پا مسیح موعود کا اگر دوسروں کے پیچھے جو خلیفہ نہ ہوں نہ کچھ اور ان کے پیچھے نماز پڑھ لے تو اس میں کون سی تعجب کی بات ہے۔ تو اس لئے اب مجھے سر دست اسی سنت پر عمل کرنے دیں۔ اور مَیں یہ نہیں جانتا کہ ہمیشہ اسی پر عمل کرنا پڑے گا یا کبھی خدا تعالیٰ یہ بھی توفیق عطا فرمادے گا کہ مَیں خود ہی خطبہ بھی دوں اور نماز بھی پڑھاؤں۔ تو اس لئے مَیں امید رکھتا ہوں کہ احباب اس بات سے زیادہ نہیں گھبرائیں گے اور دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ اس بیماری کو کلیۃً رفع فرمادے۔

اور میری جو مصروفیات ہیں ان کو مَیں سمجھ نہیں سکتا کہ کیسے بحال کروں مگر جس قدر بھی ہو سکتا ہے مَیں کوشش کرتا ہوں۔ سیر پر جاتا ہوں، لمبی سیر کرتا ہوں بعض جگہ جا کے اور وہاں بھی اللہ تعالیٰ ایسے نشان دکھا دیتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کے ہاں میں معاف کر دیا گیا ہوں اور امید ہے بیماری کم ہو جائے گی۔

ایک چھوٹے سے نشان کا ذکر کرتا ہوں۔ اب وہ بات چھوٹی سی ہے مگر میرے لئے بہت بڑی تھی۔ اسلام آباد میں ایک عورت نے جو اپنے بچوں کو وہاں لے کے آتی تھی وہاں رہتی ہے اس نے میرے جانے سے پہلی رات خواب دیکھا کہ وہ اپنے بچے کو پیش کر رہی ہے اور مَیں اس کو پیار دے رہا ہوں۔ چھوٹا بچہ ہے اب کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ اس سے پہلے مَیں کبھی اسلام آباد نہیں گیا تھا۔ وہم بھی نہیں تھا کہ مَیں اسلام آباد جاؤں گا اور بعینہٖ دوسرے دن، رات اس نے خواب دیکھی۔ مَیں اسلام آباد چلا گیا۔ اب وہ حیران رہ گئی مجھے دیکھ کے۔ اس نے مجھے بلا کے کہا کہ دیکھیں آج رات مَیں نے خواب دیکھی تھی تو یہ میرا بچہ ہے اس کو پیار دیں۔ چنانچہ پھر مَیں نے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس بچے کو اٹھا کے گودی میں اس کو پیار دیا۔ تو یہ لوگوں کے لئے تو چھوٹی چھوٹی باتیں ہونگی مگر مَیں تو سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے اشارے ہیں۔

ایک اور ضمناً، خدا تعالیٰ کی طرف سے جو اشارے ہیں اور میری زندگی کے معاملات خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں سنبھالے ہوئے ہیں، اس کی ایک یہ مثال دیتا ہوں۔ اب یہاں میرے پینے کے لئے گرم پانی نہیں ہے اس لئے کہ رمضان ہے۔ اور اس لئے کہ رمضان میں بیماری میں روزہ رکھنا منع ہے اس کا مجھے بھی علم ہے۔ مگر میرے ڈاکٹر صاحب نے مجھے اجازت دی تھی کہ آپ روزہ بے شک رکھ لیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ ویسے چھوٹا سا روزہ ہے اس میں تکلیف کیا ہونی ہے مگر یہاں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک نصیحت مجھے یاد آئی کہ جب اللہ رخصت دے تو اس سے فائدہ اٹھاؤ اور ہرگز زبردستی کر کے اللہ کو خوش کرنے کی کوشش نہ کرو۔

چنانچہ پہلا روزہ میرا اس طرح چھٹا کہ میری نیند ہلکی ہے اور خصوصاً دانت کی تکلیف کی وجہ سے میری جلدی آنکھ کھل جایا کرتی تھی۔ مَیں نے اپنے عزیز سیفی کو کہا، وہ میری بہت خدمت کر رہا ہے کہ مجھے روزہ سے پہلے جگا دینا کچھ تہجد کے وقت پر، کچھ نماز کے لئے وغیرہ وغیرہ۔ بالکل آنکھ نہیں کھلی۔ مَیں نے اٹھ کر دیکھا تو صبح کی نماز کا وقت ہوا ہوا تھا۔ مَیں نے سیفی سے پوچھا کہ سیفی بیٹے تم نے مجھے جگایا نہیں آج۔ اس نے کہا مَیں نے اتنی آوازیں دی ہیں کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے کمرہ کے باہر ہو کے شور مچایا پھر گھر فون کیا، شوکی سے پوچھا کہ تم بتاؤ کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ اس نے کہا اندر جا کے جگائیں۔ اس نے کہا یہ مَیں نہیں کروں گا۔ سویا ہوا آدمی پتہ نہیں کس حال میں سوئے ہوئے ہیں لیکن آوازیں اتنی دے رہا ہوں کہ نچلے لوگوں کو بھی جاگ جانا چاہئے تھا۔ مگر آنکھ نہیں کھلی، عین نماز کے وقت آنکھ کھلی۔ تو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے وہ میری خاطر میرے دل کی تسلی کے لئے کسی اور سے ہو سکے یا نہ ہو سکے مگر میرے دل کی تسلی کے لئے وہ چھوٹے چھوٹے نشان دکھاتا ہے جو میرے لئے بہت بڑے ہیں اور نعمت عظمیٰ ہیں تو دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے آئندہ توفیق عطا فرمائی، میں نہیں جانتا کہ کب اور کس طرح تو مَیں خود بھی نماز پڑھا سکوں گا لیکن اگر نہیں تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے مطابق مَیں ہمیشہ اپنے کسی مقتدی کے پیچھے نماز پڑھا کروں گا۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿